# راجندر سنگھ بیدی کی افسانہ نگاری کا سر سری جائزہ

ڈاکٹر محمد اقبال، آئی۔ جر من

اسسٹنٹ پروفیسر، صدر شعبہ اردو

بی- شنکر انند آرٹس اینڈ کامرس ڈگری کالج

کڈچی، تعلقہ رائے باغ، ضلع بیلگاوی

تلخیص: راجندر سنگھ بیدی نفسیات اور جذبات نگاری کے نہایت عمدہ فکشن نگار تھے، ناول نگاری اور ڈرامہ نویسی میں بھی ان کی خدمات لائق ستائش ہیں لیکن راجندر سنگھ بیدی افسانہ نگاری کے بادشاہ تھے اسی وجہ سے انھیں نہ صرف صف اول کا افسانہ نگار تسلیم کیا گیا بلکہ انھیں منشی پریم چند کا ہم پلہ بھی قرار دیا گیا۔ اس مختصر مقالے میں راجندر سنگھ بیدی کا مختصر تعارف اور افسانہ نگاری کا سر سری جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

----------

کلیدی الفاظ: راجندر سنگھ بیدی منشی پریم چند کے ہم پلہ افسانہ نگار

راجندر سنگھ بیدی کی پیدائش 1 ستمبر 1915ء کو سیالکوٹ میں ہوئی اور 11 نومبر 1984ء کو 69 سال کی عمر میں اُن کا انتقال ہو گیا۔ راجندر سنگھ پیشے سے ڈرامانگار، فلم ہدایت کار، منظر نویس اور مصنف تھے۔ اردو زبان وادب ان کا شوق بھی تھا اور روزی روٹی کا ذریعہ بھی۔ راجندر سنگھ بیدی کا پہلا افسانہ ' مہارانی کا تحفہ ' لاہور کے ادبی دنیا میں شائع ہوا تھا جسے سال کا بہترین افسانہ قرار دیا گیا تھا۔ راجندر سنگھ بیدی کو 1965 میں ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ سے نوازا گیا اور انہیں ادب اور تعلیم کے زمرے میں پدم شری اعزاز بھی حاصل ہوا۔ راجندر سنگھ بیدی کا ناول ' ایک چادر میلی سی' 1962 میں شائع ہوا اور بہت مقبول ہوا، اس پر فلم بھی بنی اور اس کا انگریزی، ہندی، کشمیری اور بنگالی میں ترجمہ بھی ہوا۔ راجندر سنگھ بیدی نے ڈرامانگاری میں بھی نام کمایا۔ ڈراموں کا مجموعہ 'بے جان چیزیں' لاہور سے 1943 میں شائع ہوا اور 'سات کھیل' 1946 میں لاہور سے ہی شائع ہوا۔ راجندر سنگھ بیدی کا اصل میدان افسانہ نگاری تھا۔ اس میدان میں انہوں نے اپنی گراں قدر خدمات انجام دی اور نہایت بلند مقام حاصل کیا۔ راجندر سنگھ بیدی کے افسانوی مجموعوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

- افسانوی مجموعہ ' دانہ ودام' 1936 میں لاہور سے شائع ہوا۔
- افسانوی مجموعہ 'گرہن' 1942 میں لاہور سے شائع ہوا۔
- افسانوی مجموعہ ' کوکھ جلی' 1949 ممبئی سے شائع ہوا۔
- افسانوی مجموعہ ' اپنے دکھ مجھے دے دو' 1965 دہلی سے شائع ہوا ۔
- افسانوی مجموعہ ' ہاتھ ہمارے قلم ہوئے' 1974ء میں دہلی سے شائع ہوا۔

- آخری افسانوی مجموعہ 'مکتی بودھ 1982'ء میں دہلی سے شائع ہوا۔ جس میں مضامین اور خاکے بھی شامل ہیں۔

راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں میں حقیقت نگاری کا عکس ملتا ہے۔ راجندر سنگھ بیدی نے زندگی کے چھوٹے بڑے حقائق کو نہایت موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ افسانہ حقیقت نہیں ہوتا ہے لیکن کئی حقیقوں پر سے پردہ اٹھاتا ہے۔ خود اپنی افسانہ نگاری کے متعلق راجندر سنگھ بیدی نے تحریر کیا ہے:

"جب کوئی واقعہ، مشاہدے میں آتا ہے تو میں اسے من وعن بیان کر دینے کی کوشش نہیں کرتا، بلکہ حقیقت اور تخیل کے امتزاج سے جو چیز پیدا ہوتی ہے، اسے احاطہ تحریر میں لانے کی سعی کرتا ہوں۔ میرے خیال میں اظہار حقیقت کے لیے ایک رومانی نقطہ نظر کی ضرورت ہے۔ بلکہ مشاہدے کے بعد پیش کرنے کے انداز کے متعلق سوچنا، بجائے خود کسی حد تک رومانی طرز عمل ہے اور اس اعتبار سے، مطلق حقیقت نگاری بحیثیت فن غیر موزوں ہے۔"

(راجندر سنگھ بیدی (ایک سماجی و تہذیبی مطالعہ) ڈاکٹر سید محمود کاظمی۔ 2011۔ مطبع عفیف آفسٹ پرنٹرس دہلی۔ صفحہ نمبر 4)

☆ راجندر سنگھ بیدی کی افسانہ نگاری:

راجندر سنگھ بیدی کی افسانہ نگاری میں وہ تمام لوازمات شامل ہیں جو ایک بلند پایہ افسانہ نگار کے افسانوں میں ہوتے ہیں۔ راجندر سنگھ بیدی کے پہلے افسانوی مجموعہ ' دانہ ودام' میں جو افسانے شامل ہیں ان کے عنوانات اس طرح ہیں۔

(۱) بھولا (۲) ہمدوش (۳) من کی من میں (٤) گرم کوٹ (٥) چھوکری کی لوٹ (٦) پان شاپ (۷) منگل اشٹکا (۸) کوارنٹین (۹) تلادان (۱۰) دس منٹ بارش میں (۱۱) حیاتین 'ب' (۱۲) کچھمن (۱۳) رد عمل

(١٤) موت کا راز

راجندر سنگھ بیدی کا افسانہ 'گرم کوٹ' بہت مقبول ہوا یہ قربانیاں دینے والے میاں بیوی کی پر اثر کہانی ہے۔ ایک شخص جسے گرم کوٹ کی سخت ضرورت ہوتی ہے وہ پرانے کوٹ سے ہی کام چلاتا ہے اور اسے پیوند لگا لگا کر استعمال کرتے رہتا ہے۔ ایک روز بازار جاتا ہے تو اسے لگتا ہے کہ دس کا نوٹ جیب سے گر گیا ہے مگر نوٹ جیب سے کھسک کر دوسری طرف چلا جاتا ہے اور اسے مل جاتا ہے، اگلی بار وہ اپنی بیوی کو دس کا نوٹ دے کر سامان لانے کے لئے بازار بھیجتا ہے لیکن اس کی بیوی سامان لانے کی بجائے اپنے شوہر کے لئے کوٹ کا نیا کپڑا خرید کر لاتی ہے۔ راجندر سنگھ بیدی نے اس افسانے کا اختتام اس طرح کیا ہے:

" شمی اندر آتے ہوئے بولی" میں نے دو روپے کھیمو سے ادھار لے کر خرچ کر ڈالے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں" میں نے کہا۔ پھر بچے، پوپی منا اور میں تینوں شمی کے آگے پیچھے گھومنے لگے۔ مگر شمی کے ہاتھ میں ایک بنڈل کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس نے میز پر بنڈل کھولا۔ وہ میرے کوٹ کے لئے بہت نفیس ورسٹڈ تھا۔

پیچھے سے منی نے کہا" بی بی، میرے گلاب جامن"

شمی نے زور سے ایک چپت اس کے منہ پر لگادی! "

(افسانوی مجموعہ ' دانہ ودام'۔ راجندر سنگھ بیدی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی۔ صفحہ نمبر 69)

راجندر سنگھ بیدی نے منشی پریم چند، سعادت حسن منٹواور کرشن چندر کے مقابلے میں افسانہ نگاری کے لئے کم وقت دیا لیکن معیار کے معاملے میں وہ ان تینوں سے کم نظر نہیں آتے۔ راجندر سنگھ بیدی کا تعلق فلمی دنیا سے زیادہ رہا انہوں نے فلمی دنیا میں بہت نام کمایا اور انعامات بھی حاصل کیے۔ فلمیں فکشن کا ہی حصہ ہوتی ہیں اس حساب سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اردو زبان میں افسانوی ادب راجندر سنگھ بیدی کا اوڑھنا بچھونا رہا۔ 'گرہن' راجندر سنگھ کا دوسرا افسانوی مجموعہ ہے۔ اس مجموعے میں چودہ (14) افسانے شامل ہیں، یہ افسانے زندگی کی چھوٹی بڑی خوشیوں کو موضوعات بنا کر تخلیق کئے گئے ہیں۔ راجندر سنگھ بیدی کے تیسرے افسانوی مجموعے کا نام 'کوکھ جلی' ہے۔ اس افسانوی مجموعے میں جملہ تیرہ (13) افسانے شامل ہیں۔ یہ افسانوی مجموعہ 1949ء میں شائع ہو کر مقبول عام ہوا۔ راجندر سنگھ بیدی کے افسانوی مجموعہ ' اپنے دکھ مجھے دے دو' 1965ء میں شائع ہوا تھا اس مجموعے میں بھی جملہ دس (10) افسانے شامل ہیں۔ افسانوی مجموعہ ' ہاتھ ہمارے قلم ہوئے' 1974ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعے میں راجندر سنگھ بیدی کے دس (10) افسانے شامل ہیں۔ راجندر سنگھ بیدی کی ایک کتاب ' مکتی بودھ ' ہے جس میں مضامین اور خاکوں کے ساتھ (5) افسانے بھی شامل ہیں۔ راجندر سنگھ بیدی کے افسانوی مجموعوں میں (60) سے زائد افسانے ملتے ہیں اور کچھ افسانے ایسے بھی ہیں جو مجموعوں میں شامل نہیں ہیں۔ راجندر سنگھ بیدی کے افسانے فن افسانہ کی کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔ ان کی افسانہ نگاری کے تعلق سے پروفیسر آل احمد سرور نے ایک جگہ تحریر کیا ہے:

> "بیدی کہانی لکھتے ہیں۔ نہ سیاست بگھارتے ہیں نہ فلسفہ چھانٹتے ہیں، نہ شاعری کرتے ہیں، نہ موری کے کرے گنتے ہیں۔ عام زندگی، عام لوگ، عام رشتے ان کے افسانوں کے موضوع ہیں مگر ان میں وہ ایسی طاقت اور توانائی، زندگی اور تابندگی، معنویت اور انفرادیت بھر دیتے ہیں کہ ذہن میں روشنی ہو جاتی ہے۔ ان کے یہاں اسطور سازی اور جنس کی واقعی اہمیت ہے مگر اس سے زیادہ اہمیت زندگی کے وژن کی ہے۔"
>
> (اردو نثر کا تنقیدی مطالعہ۔ سنبل نگار۔ 2001- مطبع ایم کے آفسٹ پرنٹرس، دہلی صفحہ نمبر 170)

راجندر سنگھ بیدی کی زبان کے بارے میں کچھ تنقید نگاروں کا کہنا ہے کہ پنجابیت کی آمیزش کی وجہ سے ان کی نثر ناہموار اور کھردری ہوگئی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ راجندر سنگھ بیدی نے جب مکالموں میں پنجابی کردار افسانوں میں پیش کئے تب پنجابی مکالموں میں در آئی اور یہ عیب کی بجائے ہنر ثابت ہوا۔ کیوں کہ مکالمہ نگاری کا یہی تقاضہ ہوتا ہے۔ راجندر سنگھ بیدی نے اکثر افسانوں میں الفاظ کا نہایت عمدگی سے استعمال کیا ہے۔ ' گرہن ' راجندر سنگھ بیدی کی ایک ایسی کہانی ہے جس میں پہلی بار ہندو دھرم کے تناظر میں افسانے کا پلاٹ تیار کیا گیا۔ راجندر سنگھ بیدی نے افسانے کے موضوع کے اعتبار سے استعارات اور اشارات و علامات استعمال کئے ہیں۔

افسانہ 'لاجونتی' محبت کی دلکش کہانی ہے۔ لاجونتی افسانے کا مرکزی کردار ہے۔ لاجونتی، سندر لال سے دل و جان سے محبت کرتی ہے اور سندر لال بھی لاجونتی کو بے حد چاہتا ہے لیکن پاکستان بننے کے بعد کچھ مسلمان لاجونتی کو پاکستان لے کر چلے جاتے ہیں پھر بعد میں مہاجرین کی ادلا بدلی میں لاجونتی واپس سندر لال کے پاس آجاتی ہے۔ افسانہ ' اپنے دکھ مجھے دے دو' ایک ایسی عورت کی کہانی ہے جو اپنے شوہر کے سارے دکھ درد اپنے نام کر لیتی ہے اور اس کے بدلے میں کچھ نہیں لیتی، یہ ایک عورت کے ایثار و بے لوث محبت کی سبق آموز داستان ہے۔ اس افسانے کو راجندر سنگھ بیدی نے اس طرح انجام تک پہنچایا ہے:

"کچھ دیر بعد مدن کے ہوش ٹھکانے آئے اور وہ وہ بولا" میں سمجھ گیا اندو" پھر روتے ہوئے مدن اور اندو ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔اندو نے مدن کا ہاتھ پکڑا اور اسے ایسی دنیاؤں میں لے گئی جہاں انسان مر کر ہی پہنچ سکتا ہے۔"

(افسانہ " اپنے دکھ مجھے دے دو")

افسانہ ' کوارنٹین' ایک جان لیوا وبا کی داستان ہے۔ایک خطرناک بیماری سارے علاقے میں پھیل جاتی ہے اور لوگ لگاتار مرتے رہتے ہیں ۔ایسے حالات میں ڈاکٹرس کی خدمات قابل ستائش نظر آتی ہے۔ یہ افسانہ حال ہی میں پھیلی وبا کورونا کا بھی بہترین عکاس ہے۔افسانہ " ایک باپ بکاؤ ہے" میں ایک باپ کو بیچنے کا واقعہ ہے۔اخبار میں ایک اشتہار ہوتا ہے جس میں ایک باپ کو بیچنے کی خبر ہوتی ہے۔اشتہار پڑھنے کے بعد کچھ لوگ اسے خریدنے پہنچتے ہیں مگر اس باپ کے عیب جاننے کے بعد وہ ارادہ بدل دیتے ہیں۔افسانہ ' گھر میں بازار' عورتوں کے مسائل کی داستان بیان کرتا ہے۔ شادی سے پہلے لڑکی ضرورت کے مطابق اپنے باپ کی جیب سے روپے نکال کر اپنی ضرورتیں پوری کر لیتی ہے مگر شادی کے بعد وہ اپنے شوہر سے خرچ کرنے کے لئے روپے لینے میں شرماتی ہے۔افسانہ ' دس منٹ بارش میں' برسات میں بھیگی ہوئی ایک غریب و بے بس عورت کی کہانی ہے جسے اس کا شوہر چھوڑ چکا ہے۔افسانہ 'پان شاپ' اپنی پسندیدہ چیزوں کو پان شاپ پر گروی رکھ کر قرض لینے کی کہانی ہے۔ فوٹو اسٹوڈیو اور جاپانی گفٹ شاپ کے مالک ہمیشہ پان شاپ کے مالک کی برائیاں کرتے رہتے ہیں مگر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انھیں بھی قرض لینے کے لئے پان شاپ پر ہی جانا پڑتا ہے۔ افسانہ ' آلو' ایک انتہائی غریب آدمی لکھی سنگھ کی کہانی ہے۔ یہ کہانی درشاتی ہے کہ پیٹ کی آگ کس طرح انسان کو اپنا نقطہء نظر تبدیل کرنے پر مجبور کرتی ہے۔افسانہ ' دوسرا کنارہ 'تین مزدور پیشہ بھائیوں کی جدوجہد کا قصہ ہے۔ان تینوں بھائیوں کا باپ اپنے بیٹوں کی نفسیات کو سمجھ نہیں پاتا ہے۔ افسانہ 'منگل اشٹکا'ایک برہمچاری کا قصّہ ہے جو اپنے برہمچریہ پر ناز کرتا ہے مگر اسے اس کی تنہائی کا دکھ بھی پریشان کرتا رہتا ہے۔افسانہ 'مقدس جھوٹ 'ایک بچے کے جذبات واحساسات کی کہانی ہے۔ایک بچہ اپنے ہی گھر میں چوری کر کے پکڑا جاتا ہے، جس کے بعد اس کی ماں اس کی خوب پٹائی کرتی ہے جس کی وجہ سے بچہ بیمار ہو جاتا ہے۔افسانہ 'لمس' راجندر سنگھ بیدی کا ایک ایسا افسانہ ہے جو طبقاتی کشمکش پر مبنی ہے۔افسانہ ' چھمن'ایک کنوارے انسان کے جذباتی استحصال کی داستان ہے۔راجندر سنگھ بیدی کا افسانہ ' مکتی بودھ' ایک ایسے آدمی کا قصہ ہے جو فلموں میں پلے بیک سنگر بنا چاہتا ہے جس کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے مگر ناکام رہتا ہے۔

راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں میں روس کے افسانہ نگار چیخوف کا رنگ ملتا ہے۔ جن میں عام واقعات کو نہایت موثر انداز سے پیش کیا گیا ہے۔

راجندر سنگھ بیدی کے اکثر افسانوں کے کردار متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔راجندر سنگھ نے پنجاب کے لوگوں کی جتنی سچی اور اچھی تصویر کشی کی ہے وہ کسی اور کے پاس نہیں ہے۔راجندر سنگھ بیدی کے اکثر افسانوں میں ایسے کردار ملتے ہیں جن کے دلوں میں خواہشات جنم لیتے ہیں مگر وہ پورے نہیں ہو پاتے۔راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں میں سادگی ملتی ہے، ان کی یہ خوبی انہیں منشی پریم چند سے قریب کرتی ہے۔راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں میں سادگی کے ساتھ ساتھ علامت نگاری اور استعاراتی پہلو بھی ملتے ہیں۔راجندر سنگھ بیدی نے اپنے افسانوں میں بچوں کی نفسیات کو بھی عمدگی سے برتا ہے۔ بھولا، تلادان اور چھوکری کی لوٹ اس کی بہترین مثالیں ہیں۔راجندر سنگھ بیدی نے منشی پریم چند کی طرح دیہاتوں کی منظر کشی بھی نہایت عمدہ کی ہے۔فسادات کے موضوع پر راجندر سنگھ بیدی منٹو کے اسلوب تک تو نہیں پہنچ سکے مگر اس موضوع پر ان کے فکر کی گہرائی افسانہ 'لاجونتی' میں پڑھنے کے بعد دل میں اتر جاتی ہے۔

راجندر سنگھ بیدی نے عام انسانوں کی زندگی کے دکھوں کو افسانوی رنگ میں ڈھالا ہے اور غریب مجبور بے سہارا و غم زدہ مرد و خواتین کے کردار بڑے موثر انداز سے اپنے افسانوں میں پیش کئے ہیں۔ مختار احمد نے ایک جگہ تحریر کیا ہے:

" غربت، تنگدستی، مجبوری اور لاچاری کی زندگی گزارنے والوں کے حالات کو بیدی نے بخوبی قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے، کچلے ہوئے ہزاروں لوگوں کی ازدواجی زندگی کے متعلق بیدی نے متعدد افسانے تخلیق کئے ہیں جن میں " گرہن " ،"لاجونتی" ،"اپنے دکھ مجھے دے دو" ،"صرف ایک سگریٹ"،" رحمان کے جوتے" اور" گرم کوٹ" وغیرہ شامل ہیں۔ اگرچہ ان افسانوں کا پس منظر عورت اور مرد کے باہمی تعلقات اور کشمکش جیسے حالات کو وضع کرنے کا ہے، لیکن ان میں کہیں نہ کہیں زندگی کی سچائی بھی ہے۔"

(عکس ادب (اردو) سہ ماہی اورنگ آباد، اکتوبر تا دسمبر۔2015۔ شمارہ 13 صفحہ نمبر 49 )

راجندر سنگھ بیدی جدید افسانہ نگاروں کے علم برداروں میں شامل ہیں اور نمایاں ہیں۔ حالاں کہ افسانے کی ابتداء بیسویں صدی کے ابتدا سے ہوئی جو اردو ادب کے جدید دور میں شامل ہے لیکن جب افسانے کی ابتدا ہوئی اکثر افسانے نئے پن سے عاری نظر آتے ہیں کیوں کہ ان میں سماجی معنویت کی جانب توجہ نہیں دی گئی، راشد الخیری ہو یا نیاز فتح پوری ان کے یہاں افسانوں میں رومانی رنگ ملتا ہے۔ دراصل منشی پریم چند ہی وہ افسانہ نگار تھے جنھوں نے سماجی معنویت کو اپنے افسانوں میں مرکزی حیثیت دی۔ ڈاکٹر عبدالرشید منہاس نے ایک جگہ تحریر کیا ہے:

" پریم چند کے بعد کہانی میں ایک نیا موڑ آتا ہے، اردو افسانہ حقیقت نگاری کے رجحان سے روشناس ہو جاتا ہے اور اس طرح اردو افسانے کے باب میں ایک اضافہ بھی ہوتا ہے پھر اس کے بعد جتنے بھی افسانہ نگار منظر عام پر آئے چاہے وہ سدرشن ہوں، کرشن چندر ہوں، بیدی ہوں، عصمت چغتائی ہوں یا سعادت حسن منٹو ان کے ہاں کہانی ایک نئے رنگ و آہنگ میں داخل ہوتی ہے۔"

(عکس ادب (اردو) سہ ماہی اورنگ آباد، جولائی تا ستمبر 2016۔ شمارہ نمبر 16۔ صفحہ نمبر 57 )

افسانہ نگاری میں زبان و بیان کافی اہمیت کی حامل ہیں، مشکل اور غیر مستعمل الفاظ افسانے کو کمزور کر سکتے ہیں یا رفتار کو دھیما کر سکتے ہیں، آسان اور عام فہم الفاظ افسانوں کو مقبول بنانے میں اہم حصہ دار ہوتے ہیں۔ راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں میں زبان و بیاں کے تعلق سے سنبل نگار نے ایک جگہ تحریر کیا ہے:

"بیدی کی زبان تو دراصل مشکل فارسی آمیزہ زبان ہے جس سے ان کی افسانہ نگاری کا آغاز ہوا لیکن فلم کی دنیا میں قدم رکھنے کے ساتھ ہی انھوں نے سمجھ لیا کہ یہاں یہ زبان چلنے والی نہیں۔ انھوں نے نامانوس ثقیل الفاظ کو ترک کر دیا۔ ہندی الفاظ کو فارسی الفاظ کے ساتھ اس طرح شیر و شکر کر دیا کہ زبان میں ایک طرح کا لوچ اور ایک طرح کی رعنائی پیدا ہوگئی۔ تشبیہوں، استعاروں، پر لطف مختصر فقروں سے انھوں نے اپنی زبان میں دلکشی پیدا کی۔ انھیں زبان پر دسترس حاصل ہے اس کے باوجود بعض جگہ زبان ناہموار ہو جاتی ہے۔"

(اردو نثر کا تنقیدی مطالعہ۔ سنبل نگار۔ 2001۔ مطبع ایم کے آفسٹ پرنٹرس نئی دہلی۔ صفحہ نمبر 173)

تلخیص (Summery) :

راجندر سنگھ بیدی نے جس دور میں افسانے تخلیق کئے وہ افسانہ نگاری کے لئے سنہری دور تھا۔ افسانے تخلیق کرنے والوں سے زیادہ افسانوں کے قاری موجود تھے۔ بلند معیار کے متعدد افسانہ نگار ادب کے آسمان پر ستاروں کی طرح جگمگا رہے تھے۔ راجندر سنگھ بیدی 1915ء میں پیدا ہوئے جدید افسانے کا آغاز بھی کم و بیش یہیں ہوا۔ راجندر سنگھ بیدی کی عمر کے ساتھ ساتھ افسانے کا فن بھی پروان چڑھتا رہا۔ جب راجندر سنگھ بیدی جوان ہوئے اور افسانے تخلیق کرنے لگے تو افسانے کا فن بھی اپنے عنفوان شباب پر تھا۔ راجندر سنگھ بیدی کو افسانہ نگاری کے لئے نہایت سازگار ماحول ملا۔ راجندر سنگھ بیدی نے اردو زبان و ادب کی خدمات کو اپنے شوق کے ساتھ ساتھ روزی کا ذریعہ بھی بنا دیا۔ راجندر سنگھ بیدی نے فلمی دنیا میں بھی اردو زبان وادب کے معیار کو قائم رکھا۔ انھوں نے کئی فلموں کے لئے مکالمے تحریر کئے۔ منظر نویس بھی رہے اور فلم کے لئے ہدایت کاری بھی کی۔ ڈرامے بھی تخلیق کئے اور ناول بھی تخلیق کیا اور ساتھ ہی افسانے بھی تخلیق کرتے رہے۔

راجندر سنگھ بیدی نے پچاس سے زائد برسوں تک اردو زبان وادب کی خدمت کی جس کے عوض انھیں، ساہتیہ اکادمی ایوارڈ برائے' ایک چادر میلی سی'، افسانہ' مہارانی کا تحفہ' کے لئے ادبی دنیا(لاہور) سال کا بہترین افسانہ کا انعام، فلم 'ستیہ کام' میں بہترین مکالمہ نگاری کا فلم فیئر ایوارڈ، فلم 'مدھومتی' کے لئے بہترین مکالمہ نگاری کا فلم فیئر ایوارڈ اور ادب و تعلیم کے لئے پدم شری ایوارڈ سے نوازا گیا۔ راجندر سنگھ بیدی نے (63) افسانے ایسے تخلیق کئے جو افسانوی مجموعوں کی صورت میں موجود ہیں اور (7) افسانے ایسے بھی تخلیق کئے جو ان افسانوی مجموعوں میں نہیں ہیں۔ راجندر سنگھ بیدی کی تخلیقات کو اختصار کے ساتھ اس طرح تحریر میں لایا گیا ہے۔

- **افسانوی مجموعے**
  - "دانہ و دام"۔1936ء(لاہور)
  - " گرہن"۔1942(لاہور)
  - "کوکھ جلی۔ 1949" (ممبئی)
  - " اپنے دکھ مجھے دے دو" ۔1965۔(دہلی)
  - "ہاتھ ہمارے قلم ہوئے۔1974۔(دہلی)
  - " مکتی بودھ " ۔1982(دہلی)
- **ڈراموں کے مجموعے**
  - "بے جان چیزیں"۔1943(لاہور)
  - " سات کھیل"۔1946 (لاہور)
- **ناول:**
  - "ایک چادر میلی سی"
- **فلم اسکرپٹ**
  - "دستک"۔1971،(دہلی) دیوناگری رسم الخط میں

راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں میں سادگی کے ساتھ نفسیاتی عمل اور جذبات نگاری ملتی ہے۔ تشبیہات، استعارات اور علامات سے نہایت چابکدستی سے راجندر سنگھ بیدی نے کام لیا ہے۔ رابندر سنگھ بیدی کے افسانوں میں زندگی کے چھوٹے بڑے واقعات کو نہایت موثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ راجندر سنگھ بیدی کے اکثر کردار متوسط طبقے کے ہیں۔ عام انسانوں کے دکھوں، غموں، مجبوریوں اور لاچاریوں کو راجندر سنگھ بیدی نے افسانوی شکل وصورت عطا کی ہے۔ اور اس کام میں انھوں نے اچھی مہارت دکھائی ہے۔ راجندر سنگھ بیدی، منشی پریم چند اور سعادت حسن منٹو کی طرح بہترین حقیقت نگار تھے۔ ان کے افسانوں میں حقیقت نگاری کے حوالے سے سنبل نگار نے اپنی تصنیف میں ایک جگہ تحریر کیا ہے:

"حقیقت نگاری بیدی کے افسانوں کی نہایت نمایاں خصوصیت ہے۔ چیخوف کا فن انھیں اس لیے عزیز ہے کہ " اس کے یہاں افسانہ کہنے کی کوشش کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ وہ زندگی کی باتیں کرتا ہے اور زندگی کا ایک ٹکڑا یوں آپ کے سامنے رکھتا ہے کہ میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے۔

(اردو نثر کا تنقیدی مطالعہ۔ سنبل نگار۔ 2001۔ مطبع: ایم کے آفیسٹ پرنٹرس، دہلی، صفحہ نمبر 171)

راجندر سنگھ بیدی کو اردو افسانے کا چیخوف تسلیم کیا گیا ہے۔ عام انسانوں کی زندگی کا قریب سے راجندر سنگھ بیدی نے نہایت باریکی سے مشاہدہ کیا ہے اس کا اندازہ ہمیں ان کے افسانے پڑھ کر ہو جاتا ہے۔

راجندر سنگھ بیدی کا افسانہ ' بھولا' بچوں کی نفسیات، جذبات اور معصومیت کی پیش کش کی عمدہ مثال ہے۔ افسانہ ' بھولا' راجندر سنگھ بیدی کے شاہکار افسانوں میں شامل ہے۔ اس افسانے میں ایک چھوٹے بچے کی محبت اور دردمندی کو نہایت موثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس افسانے میں 'بھولا' ایک معصوم بچے کا کردار ہے جسے مرکزیت دی گئی ہے، ایک بوڑھے کا کردار ہے جو بھولا کا دادا ہے، ایک اور کردار ہے بوڑھے کی بہو کا جس کا شوہر یعنی بھولا کا باپ اور بوڑھے کا بیٹا انتقال کر چکا ہے۔ بوڑھا روشن خیال ہے وہ اپنی بہو کو منحوس نہیں سمجھتا اور اپنی بیٹی کی طرح اسے گھر میں ساتھ ہی رکھتا ہے۔ ایک اور کردار بھولا کے ماما کا ہے۔ بھولا اپنی ماں کا چہیتا ہے۔ بھولا کو کہانیاں سننے کا شوق ہے۔ راکھی کا تہوار نزدیک ہوتا ہے بھولا کی ماں مایا اپنے بھائی کے لئے مکھن جمع کرتی ہے۔ بھولا اپنے دادا کو کہانی سنانے کے لئے ضد کرتا ہے۔ دادا اپنے پوتے کی بات ٹالنے کے لئے کہتے ہیں کہ دن میں کہانی سنانے پر مسافر اپنا راستہ بھول جاتے ہیں۔ یہ بات بھولا کے دل میں گھر کر جاتی ہے، جب اس کے ماما کافی دیر کے بعد بھی گھر نہیں آتے تو وہ ماما کی تلاش میں نکل جاتا ہے اس کے غائب ہو جانے سے گھر کے تمام لوگ فکر مند ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد بھولا ماما کو لیے گھر پہنچ جاتا ہے اور افسانہ یہیں ختم ہو جاتا ہے۔ افسانے میں کوئی خاص تجسس اور نقطہ عروج نہیں ہے لیکن اپنی سادگی، جذبات نگاری اور زبان و بیان سے افسانہ شاہکار بن گیا ہے اور یہی راجندر سنگھ بیدی کا کمال ہے۔

کتابیات


1) مکتی بودھ۔ رابندر سنگھ بیدی۔ 2011
2) اردو نثر کا تنقیدی مطالعہ۔ سنبل نگار۔ 2001
3) عکس ادب (اردو) سہ ماہی، اورنگ آباد۔ جولائی تا ستمبر 2016
4) جدید اردو افسانہ (تنقید) ۔ شہزاد منظر۔ 1982

5) اردوافسانہ۔پروفیسر ابن کنول۔2011

6) دانہ ودام( افسانوی مجموعہ ) - راجندر سنگھ بیدی۔1936ء

7) گرہن(افسانوی مجموعہ ) راجندر سنگھ بیدی۔1912ء

8) کوکھ جلی(افسانوی مجموعہ ) راجندر سنگھ بیدی۔1949

9) اپنے دکھ مجھے دے دو(افسانوی مجموعہ ) راجندر سنگھ بیدی راجندر سنگھ بیدی۔ 1965

10) ہاتھ ہمارے قلم ہوئے(افسانوی مجموعہ ) راجندر سنگھ بیدی۔1974

11) پرواز ادب،فروری تاجولائی 1981

12) راجندر سنگھ بیدی شخصیت و فن۔ جگدیش چندر1992ء

13) راجندر سنگھ بیدی ایک سماجی و تہذیبی مطالعہ ۔ڈاکٹر سید محمود کاظمی۔راجندر سنگھ بیدی۔وارث علوی۔1989

☆☆☆